کیا اس حقیقت سے کسی کو انکار ہے کہ قرآنِ مجید میں جن نبیوں اور رسولوں کو پیش آنے والے واقعات کا ذکر ہے ان کے متعلق یہ بھی بتایا گیا ہے کہ انہوں نے اپنی قوم سے مایوس ہو جانے اور حالات کے خطرناک نہج پر پہنچ جانے کی بناء پر ہجرت فرمائی تھی؟

اللہ تعالیٰ کے فرمان کے بموجب رسول کے خلاف اسے قتل کر دینے کی جب سازش کی جا رہی ہو اور اُن پر ایمان لانے والے اُس قوم اور معاشرے میں کمزور ہوں تو ہجرت کرنا لازم ہو جاتی ہے۔ روزِ قیامت بعض لوگ یہ بہانہ بنائیں گے

قَالُواْ كُنَّا مُسْتَضْعَفِينَ فِى ٱلْأَرْضِ

''انہوں نے جواب دیا کہ ہم زمین میں کمزور و مجبور تھے۔

قَالُوٓاْ أَلَمْ تَكُنْ أَرْضُ ٱللَّهِ وَٰسِعَةً فَتُهَاجِرُواْ فِيهَا

فرشتوں نے کہا'' کیا اللہ تعالیٰ کی زمین تمہارے لئے وسیع نہ تھی کہ تم اس میں ہجرت کرتے''

اور ہجرت نہ کرنے والے ان لوگوں کا انجام بتایا

فَأُوْلَٰٓئِكَ مَأْوَىٰهُمْ جَهَنَّمُ

''اس لئے یہ وہ لوگ ہیں جن کا ٹھکانہ جہنم ہے''(حوالہ النساء۔۹۷) اور ہجرت کرنے والوں کیلئے وعدہ ہے

وَمَن يُهَاجِرْ فِى سَبِيلِ ٱللَّهِ يَجِدْ فِى ٱلْأَرْضِ مُرَٰغَمًا كَثِيرًا وَسَعَةً (حوالہ النساء۔۱۰۰)

''اور جو کوئی اللہ کی راہ میں ہجرت کرے گا وہ زمین میں پناہ گاہوں کیلئے بہت وسیع جگہ اور گذر بسر کیلئے بڑی گنجائش پائے گا''

عیسیٰ علیہ السلام نے حالات کی سنگینی کو محسوس کرنے پر پوچھا تھا مَنْ أَنصَارِىٓ إِلَى ٱللَّهِ ''کون میرا مددگار ہے اللہ کی جانب؟'' اِلَی اللّٰہِ کے معنی اور مفہوم کیا ہیں؟

وَمَن يَخْرُجْ مِنۢ بَيْتِهِۦ مُهَاجِرًا إِلَى ٱللَّهِ وَرَسُولِهِۦ

''اور جو اپنے گھر سے نکلے مہاجر بن کر اللہ اور رسول کی طرف''(حوالہ النساء۔۱۰۰)

عیسیٰ علیہ السلام جس صورتحال سے دوچار تھے وہ دنیا میں کوئی پہلی مرتبہ پیش نہیں آئی تھی۔ اُن سے قبل کے زمانوں میں اس قسم کی صورتحال میں دنیا میں کیا ہوتا رہا تھا اس کے متعلق قرآنِ مجید سے پوچھتے ہیں۔

قرآنِ مجید میں انسانی تاریخ کے حوالے سے نوح علیہ السلام کی قوم سے قبل زمانے میں بسنے والی کسی قوم کا تذکرہ نہیں ہے لیکن آدم علیہ السلام کی اولاد کی نسلوں کی اولاد سے عہد لینے کا ذکر ہے۔قرآنِ مجید میں قدیم ترین اور اول قوم جس کے متعلق یہ بتایا گیا ہو کہ انہوں نے مذکورہ عہد کو پس پشت ڈال کر مشرکانہ روش کو اپنا لیا تھا وہ نوح علیہ السلام کی قوم ہے۔نوح علیہ السلام اپنی قوم کی جانب کوئی پہلے رسول نہ تھے بلکہ ان سے پہلے بھی ان کی قوم کی طرف رسول مبعوث فرمائے گئے تھے۔

كَذَّبَتْ قَوْمُ نُوحٍ ٱلْمُرْسَلِينَ ﴿١٠٥﴾ ''نوح علیہ السلام کی قوم نے رسولوں کو جھٹلایا'' (سورۃ الشعراء۔۱۰۵)

اور پھر ان کی جانب نوح علیہ السلام کو بھیجا گیا۔ان سے ان کی قوم کے اہل ثروت نے کہا تھا

قَالُوا۟ لَئِن لَّمْ تَنتَهِ يَـٰنُوحُ لَتَكُونَنَّ مِنَ ٱلْمَرْجُومِينَ ﴿١١٦﴾

''وہ بولے''اے نوح (علیہ السلام)! اگر تو باز نہ آیا تو تجھے سنگسار (رجم) کردیا جائے گا'' (الشعراء۔۱۱۶)

أَنْ أَرْسِلْ مَعَنَا بَنِىٓ إِسْرَٰٓءِيلَ ﴿١٧﴾

نوحؑ نے کہا''میرے رب! میری قوم نے مجھے جھٹلا دیا ہے۔

فَٱفْتَحْ بَيْنِى وَبَيْنَهُمْ فَتْحًا وَنَجِّنِى وَمَن مَّعِىَ مِنَ ٱلْمُؤْمِنِينَ ﴿١١٨﴾

اب میرے اور ان کے درمیان فیصلہ کردے،اور مجھے اور مومنوں کو جو میرے ساتھ ہیں بچالے'' (الشعراء۔۱۱۷۔۱۱۸)

اور آخر کار انجام یہ ہوا تھا

فَأَنجَيْنَـٰهُ وَمَن مَّعَهُۥ فِى ٱلْفُلْكِ ٱلْمَشْحُونِ ﴿١١٩﴾ ثُمَّ أَغْرَقْنَا بَعْدُ ٱلْبَاقِينَ ﴿١٢٠﴾

''چنانچہ ہم نے انہیں اور جو لوگ بھری کشتی میں ان کے ساتھ تھے بچالیا۔بعد ازاں باقی سب کو ڈبو دیا'' (الشعراء۔۱۱۹۔۱۲۰)

قرآنِ مجید میں بیان کردہ نوح علیہ السلام اور ان کی قوم کے پورے قصے میں ابھر کر یہ بات سامنے آتی ہے کہ ان کے ساتھ ایمان لانے والوں کو بھی دنیاوی اسباب کے ذریعے ایک مقام سے دوسرے مقام پر منتقل کرکے بسا دیا گیا اور پھر ان کی امتوں اور نسلوں میں رسولوں کو بھیجا گیا۔نوح علیہ السلام اور ایمان والے کس نئی بستی میں آباد ہوئے تھے،ہمیں نہیں بتایا گیا۔انہیں رجم (قتل) کردینے کی دھمکیاں دینے والے خود دور دفع ہوئے۔

قوم عاد نے بھی رسولوں کو جھٹلایا (حوالہ الشعراء۔۱۲۳)۔ھود علیہ السلام کو قومِ عاد کی طرف بھیجا گیا (حوالہ الاعراف ۶۵،ھود۔۵۰) جنہیں قوم نوح علیہ السلام کے بعد فرمانروا بنایا گیا اور ڈیل ڈول دی گئی (حوالہ الاعراف۔۶۹)۔یہ لوگ ہر اونچے مقام (ٹیلے) پر خواہ مخواہ

بے مقصد نشان، یادگاریں بناتے، بڑی بڑی عمارتیں کھڑی کرتے جیسے انہیں ہمیشہ رہنا ہو، معیشت مظبوط تھی، خوشحالی تھی (حوالہ الشعراء ۱۲۸ ۔۱۳۴) متکبر تھے اور سمجھتے تھے ''ہم سے زیادہ طاقتور کون ہے'' (حوالہ فصلت ۔۱۵) قوم عاد کو تیز وتند سرد ھوا سے ہلاک کردیا گیا (الحاقۃ ۔٦)

فَأَنجَيْنَـٰهُ وَٱلَّذِينَ مَعَهُۥ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا

''پھر ہم نے انہیں (ھود علیہ السلام) اور جو لوگ ان کے ساتھ تھے، ان سب کو اپنی رحمت سے بچالیا

وَقَطَعْنَا دَابِرَ ٱلَّذِينَ كَذَّبُوا۟ بِـَٔايَـٰتِنَا

اور ان لوگوں کی جڑ کاٹ دی جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا تھا'' (حوالہ الاعراف ۔۷۲)

نَجَّيْنَا هُودًا وَٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ مَعَهُۥ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا

''ہم نے اپنی رحمت سے ہود (علیہ السلام) کو اور ان کو جو ان کے ساتھ ایمان لائے تھے بچالیا'' (حوالہ ھود ۔۵۸)

ھود علیہ السلام اور ان کی قوم میں سے ایمان لانے والے کہیں نہ کہیں تو زمین پر بسے ہوں گے چاہے ان کے متعلق تاریخ / روایت ہمیں کچھ بتائے یا نہ بتائے ۔ اللہ تعالیٰ نے بھی ان کی نئی جائے قیام کے متعلق ہمیں بتانا پسند نہیں فرمایا۔

قوم عاد کے بعد ثمود کو حکمرانی بخشی گئی اور وہ میدانوں میں محل بناتے اور (اترا اترا کر) پہاڑوں کو تراش کر گھر بناتے تھے (الاعراف ۔۷۴)۔ قوم ثمود نے بھی رسولوں کو جھٹلایا (الشعراء ۱۴۱)۔ ان کی طرف صالح علیہ السلام کو بھیجا گیا (الاعراف ۷۳، ھود ۔٦۱)۔ دعوت دین دینے پر وہ دو گروہوں میں تقسیم ہو گئے اور ان کے سرداروں نے سرکشی اختیار کی ۔ انہوں نے دعوت کو جھٹلایا اور اللہ کی بھیجی ہوئی ایک نشانی اونٹنی کو بھی مار ڈالا (حوالہ الاعراف ۷۳، ۷۷، سورۃ ھود ٦۴ ۔ ٦۵، الاسراء ۵۹، الشعراء ۱۵۵ ۔ ۱۵۷، القمر ۲۷ ۔ ۲۹، الشمس ۱۳ ۔ ۱۴)۔ پھر انہوں نے بھی پہلی قوموں کی طرح کہا 'اے صالح (علیہ السلام)! لے آ جس کا تو ہم سے وعدہ کرتا ہے اگر تو رسولوں میں سے ہے'' (الاعراف ۔۷۸) صالح علیہ السلام نے ان سے کہا ''اپنے گھروں میں تین دن فائدہ اٹھالو۔ یہ وعدہ ہے جو جھوٹ نہ ہوگا'' (حوالہ ھود ۔٦۴)۔

ان میں نو اشخاص تھے جو گڑبڑ مچاتے اور اصلاح نہیں کرتے تھے۔ وہ کہنے لگے'' آپس میں اللہ کی قسم کھاؤ کہ ہم اس پر اور اس کے گھرانے پر رات کو حملہ کر دیں گے پھر اس کے وارث کو کہہ دیں گے کہ ہلاکت کے وقت ہم نے اس کے گھرانے کو نہیں دیکھا اور ہم بیشک سچے ہیں''

وَمَكَرُوا۟ مَكْرًا وَمَكَرْنَا مَكْرًا وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ﴿٥٠﴾

''اور انہوں نے چال چلی اور ہم نے بھی تدبیر کی اور انہیں شعور بھی نہ تھا'' (حوالہ النمل ۴۸ ۔۵۰)

''ظالموں کو ایک چنگھاڑ نے آن پکڑا اور وہ گھروں میں اوندھے پڑے رہ گئے گویا وہ کبھی وہاں بسے ہی نہ تھے'' (ھود آیت ٦۷ ۔ ٦۸) ''پھر دیکھ! ان (نو) کی چال کا انجام کیسا ہوا۔ ہم نے انہیں اور ان کی قوم سب کو ملیامیٹ کر دیا'' (النمل ۔۵۱)۔

فَلَمَّا جَآءَ أَمۡرُنَا نَجَّيۡنَا صَٰلِحٗا وَٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ مَعَهُۥ بِرَحۡمَةٖ مِّنَّا

'پھر جب ہمارا حکم آن پہنچا تو ہم نے اپنی رحمت سے صالح (علیہ السلام) اور ان کو جو ان کے ساتھ ایمان لائے تھے بچالیا' (حوالہ ھود۔٦٦)

وَأَنجَيۡنَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ وَكَانُواْ يَتَّقُونَ ﴿٥٣﴾

''اور ہم نے انہیں جو ایمان لائے اور اللہ سے ڈرتے تھے بچالیا'' (النمل۔٥٣)

وَنَجَّيۡنَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ وَكَانُواْ يَتَّقُونَ ﴿١٨﴾

''اور ہم نے انہیں جو ایمان لائے اور اللہ سے ڈرتے تھے بچالیا'' (فصلت۔١٨)

اس قوم کے قصے میں بھی یہ بات ابھر کر سامنے آئی ہے کہ اللہ کی رحمت اور تدبیر یہی تھی کہ صالح علیہ السلام اور ایمان لانے والوں کو نقل مکانی کرا کے کہیں اور زمین میں بسا دیا گیا تھا۔ صالح علیہ السلام نے قوم کو ہلاکت کی اطلاع تین دن پہلے ہی دے دی تھی اور سورۃ الاعراف کی آیت ٧٩ میں بتایا گیا ہے ''پھر صالح (علیہ السلام) نے ان سے منہ موڑ لیا اور کہا 'اے میری قوم کے لوگوں! میں نے اپنے پروردگار کا پیغام تمہیں پہنچایا اور نصیحت کی مگر (افسوس تم پر) تم نصیحت کرنے والوں کو پسند نہیں کرتے''۔

تاریخ اور مؤرخ ان کی نئی بستی کو تلاش کر سکے یا نہ کر سکے ہوں کتاب لاریب نے حقیقت بیان کر دی ہے کہ انہیں بچالیا گیا تھا تو پھر ظاہر ہے کہ ان کی بود و باش زمین پر ہی رہی ہوگی جہاں ان کی نئی نسلوں نے جنم لیا ہوگا۔

قوم لوط نے رسولوں کو جھٹلایا (حوالہ الشعراء۔١٦٠)۔ وہ کھلے عام ایسی فحاشی میں مبتلا ہو گئے تھے جس میں ان سے پہلے دنیا کی کوئی قوم ملوث نہیں ہوئی تھی (حوالہ الاعراف۔٨٠، الشعراء۔١٦٥، العنکبوت۔٢٨)۔ جب انہیں جذباتیت، گمراہی اور فحاشی سے اجتناب برتنے کا کہا جاتا تو ان کے پاس اور تو کوئی جواب نہ ہوتا بس کہہ دیتے ''انہیں اپنی بستی سے نکال دو یہ پاکباز، صاف ستھرے رہنا چاہتے ہیں''۔ ''اے لوط (علیہ السلام)! اگر تو باز نہ آیا تو ہم تجھے نکال باہر کریں گے'' آلِ لوط (علیہ السلام) کو اپنی بستی سے نکال دو یہ بڑے پاک بنتے ہیں'' (الاعراف۔٨٢، الشعراء۔١٦٧، النمل۔٥٦)۔ اور پھر اتنے نڈر ہوئے کہ کہہ اٹھے ''ہم پر اللہ کا عذاب لے آ اگر تو سچا ہے'' (حوالہ العنکبوت۔٢٩)۔

رات کے پچھلے پہر صبح ہونے سے قبل انہیں اور ان کے اہل خانہ (سوائے ایک بیوی) اور ایمان لانے والوں کو وہاں سے نکلنے اور بتائے ہوئے مقام کی طرف چلتے رہنے کا کہا گیا اور منع کیا کہ کوئی بھی مڑ کر نہ دیکھے۔

فَأَسۡرِ بِأَهۡلِكَ بِقِطۡعٖ مِّنَ ٱلَّيۡلِ وَلَا يَلۡتَفِتۡ مِنكُمۡ أَحَدٌ إِلَّا ٱمۡرَأَتَكَۖ (حوالہ ھود۔٨١)

''اس لئے آپ رات کے ایک حصے میں اپنے گھر والوں کے ساتھ، سوائے اپنی بیوی کے، چل پڑیں اور آپ میں سے کوئی پیچھے نہ دیکھے''

فَأَسْرِ بِأَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِّنَ ٱلَّيْلِ وَٱتَّبِعْ أَدْبَـٰرَهُمْ وَلَا يَلْتَفِتْ مِنكُمْ أَحَدٌ وَٱمْضُواْ حَيْثُ
تُؤْمَرُونَ ﴿٦٥﴾ وَقَضَيْنَآ إِلَيْهِ ذَٰلِكَ ٱلْأَمْرَ أَنَّ دَابِرَ هَـٰٓؤُلَآءِ مَقْطُوعٌ مُّصْبِحِينَ ﴿٦٦﴾

''پس آپ رات کے ایک حصے میں اپنے گھر والوں کو (سوائے اپنی بیوی کے) لے کر چل دیں اور خود ان کے پیچھے پیچھے چلیں،
اور آپ میں سے کوئی ایک بھی مڑ کر نہ دیکھے، اور اُدھر چلتے جائیں جدھر کا آپ کو بتایا گیا ہے''۔
اور ہم نے انہیں اس معاملے کا فیصلہ سنا دیا کہ ''صبح صبح ان (مجرم) لوگوں کی جڑ کاٹ دی جائے گی'' (الحجر۔۶۵۔۶۶)

قوم لوط علیہ السلام کے خوفناک انجام میں بھی ہم نے دیکھا کہ وقت سے پہلے اللہ کے رسول اور ایمان لے آنے والوں کو نقل مکانی کرا کے کسی دوسرے محفوظ مقام پر بھیج دیا گیا تھا جہاں انہوں نے بود و باش اختیار کی ہو گی اور نئی نسلوں نے جنم لیا ہو گا۔

اور قوم مدین کی طرف ان کے بھائی شعیب علیہ السلام کو بھیجا (حوالہ الاعراف۔۸۵،ھود۔۸۴، العنکبوت۔۳۶)۔انہوں نے انہیں اللہ کی بندگی کرنے کا کہا جس کے سوا کوئی الٰہ نہیں اور ناپ تول کو پورا کرنے اور لوگوں کو ان کی چیزیں کم کر کے دینے سے منع کیا اور زمین میں اصلاح کے بعد گڑبڑ مچانے سے روکا۔ اور راستے پر بیٹھ کر ایمان لانے والوں کو ڈرانے اور اللہ کی راہ میں ٹیڑھ ظاہر کر کے انہیں روکنے پر تنبیہ فرمائی اور انہیں اللہ کا احسان یاد کرایا کہ وہ تھوڑے سے تھے پھر انہیں بہت زیادہ کر دیا (حوالہ الاعراف۔۸۵۔۸۶)۔ان میں سے ایک گروہ اس پیغام پر جس کے ساتھ شعیب علیہ السلام کو بھیجا گیا تھا ایمان رکھتا تھا اور دوسرا گروہ ایمان نہیں رکھتا تھا (الاعراف۔۸۷)۔ کافروں کے سردار کہتے تھے کہ شعیب علیہ السلام اور ایمان لانے والوں کو وہاں سے نکال کر رہیں گے (الاعراف۔۸۸)۔ آخر ان کا انجام بھی وہی ہوا جو پہلے ان جیسے لوگوں کا ہوتا آیا تھا۔ پھر زلزلے نے انہیں آن پکڑا اور گھروں میں اوندھے پڑے رہ گئے ایسے جیسے وہاں کبھی رہتے ہی نہ تھے (الاعراف ۹۱،۹۲،ھود۔۹۴،۹۵ اور العنکبوت ۳۷)۔ شعیب علیہ السلام نے انہیں اس سے قبل متنبہ کر دیا تھا کہ ''اے میری قوم تمہیں میری مخالفت یوں نہ اکسائے کہ تم پر بھی ویسی ہی مصیبت آن پڑے جیسی قوم نوح یا قوم ھود یا قوم صالح (علیہم السلام) پر پڑی تھی۔ اور قوم لوط (علیہ السلام کا علاقہ) تم سے کچھ زیادہ دور بھی نہیں'' (ھود۔۸۹)۔

وَلَمَّا جَآءَ أَمْرُنَا نَجَّيْنَا شُعَيْبًا وَٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ مَعَهُۥ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا

''اور جب ہمارا حکم آن پہنچا تو ہم نے اپنی رحمت سے شعیب (علیہ السلام) کو اور ان کو جو ان کے ساتھ ایمان لائے تھے بچا لیا'' (ھود۔۹۴)

اس طرح واضح ہے کہ شعیب علیہ السلام اور ایمان والے نقل مکانی کر کے کسی دوسرے مقام پر آباد ہو گئے ہوں گے جہاں ان کی نئی نسلیں بھی پروان چڑھی ہوں گی۔ مؤرخین اور تاریخ اس سلسلے میں ہماری مدد کرے یا نہ کرے یہ حقیقت اپنی جگہ اٹل ہے کہ شعیب علیہ السلام اور ایمان والے دنیا ہی میں کہیں رہائش پذیر رہے تھے۔

ان تین رسولوں کو بھی جن کے اسمائے گرامی نہیں بتائے گئے سنگسار (رجم) کئے جانے کی دھمکی کا ذکر سورۃ یٰس کی آیت ۱۸ میں ہے۔ یوسف علیہ السلام کے بھائی بھی انہیں قتل کر دینے کی تجویز کو زیرِ غور لائے تھے جسے رد کر دیا گیا (سورۃ یوسف آیت ۹۔۱۰)۔ موسیٰ علیہ السلام بچپن میں جب دریا میں بہائے جانے کے بعد فرعون کے محل میں پہنچا دیئے گئے تو زوجہ محترمہ نے اپنے خاوند فرعون سے کہا تھا کہ انہیں قتل نہ کرو۔ پھر جب ایک شخص ان کے مکا مارنے کی وجہ سے مر گیا تھا تو ان کو قتل کرنے کا منصوبہ بنائے جانے کا ذکر ہوا ہے (سورۃ القصص آیت ۹ اور ۲۰)۔ اور پھر جب اللہ کا پیغام لے کر فرعون کے پاس گئے تو اس وقت بھی فرعون نے کہا تھا کہ "مجھے چھوڑ دو کہ میں موسیٰ (علیہ السلام) کو قتل کر دوں" (سورۃ غافر۔۲۶)۔ قرآنِ مجید میں ہارون علیہ السلام کا قول بھی بیان ہوا ہے جو انہوں نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا تھا کہ قوم (بنی اسرائیل) مجھے قتل کرنے کی درپے ہو گئی تھی (حوالہ الاعراف۔۱۵۰)۔ جن رسولوں اور قوموں کا قصہ ہم نے پڑھا ہے اس میں ہمیں یہی دکھائی دیا کہ رسولوں اور ایمان لانے والوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے بچا لیا اور ہجرت کر کے محفوظ مقام پر آباد ہو کر پھلے پھولے۔ واضح اور غیر مبہم الفاظ میں بتایا:

ثُمَّ نُنَجِّي رُسُلَنَا وَٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ ۚ كَذَٰلِكَ حَقًّا عَلَيْنَا نُنجِ ٱلْمُؤْمِنِينَ ﴿١٠٣﴾

"بعد ازاں اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں اور ایمان لانے والوں کو بخیریت بچا لیتے ہیں۔
بات یہی ہے ہمارے ذمہ کرم پر حق ہے ایمان والوں کو نجات دینا" (سورۃ یونس کی۔۱۰۳)

بیان کردہ سبق آموز تاریخی قصوں میں ہم نے یہ بھی دیکھا کہ رسولوں کے خلاف قتل کی سازشوں پر عمل اور قوموں پر عذاب نازل ہونے سے قبل وہاں سے نکال لئے جانے والے رسولوں اور ایمان لانے والوں کے بارے میں ان کی نئی جائے رہائش اور واقعات اور تفصیلات کا بیان قرآنِ مجید میں نہیں ملتا۔

قرآنِ مجید میں دی گئی ماضی کی خبروں سے غیر مبہم انداز میں واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ کے مختص بندے، نبی اور رسول نہ تو انفرادی طور پر قتل ہوئے اور نہ جنگ میں قتل (شہید) کئے گئے بلکہ انہیں دھمکیاں دینے والے دور دفع ہوئے اور عذاب آنے والے مقام سے ہجرت کے ذریعے رسولوں اور ایمان والوں کو بچا لیا گیا۔ لیکن ابراہیم اور عیسیٰ علیہم السلام اور آقائے نامدار ﷺ اپنے اپنے زمانے میں اپنی قوموں اور مقام سکونت سے جدا ہوئے تھے لیکن ان کے جدا ہونے کے بعد ان کی قوموں پر قوم نوحؑ، قوم ظالمین، قوم عاد، ثمود، قوم لوطؑ اور قوم مدین کی طرح عذاب نازل کر کے صفحۂ ہستی سے مٹا نہیں دیا گیا تھا۔

ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قوم کے اہل ثروت کے بت پرستی کے فریب کو چھوٹے بتوں کو توڑنے کی ترکیب سے جب عیاں کر

دیا تو اہل ثروت مقتدر طبقے اور مندر کے کرتا دھرتا اور زر خرید پجاریوں کے نقطۂ نظر سے حالات خطرناک نہج پر آ گئے تھے۔ اہل ثروت کا فریب جب اس انداز میں عیاں ہو جائے کہ ان کے نظام کیلئے خطرے کا باعث بنے تو ان کی قوت و طاقت اپنے بدترین روپ میں ابھر کر سامنے آتی ہے۔ مندر کے کرتا دھرتا چلائے

قَالُواْ حَرِّقُوهُ وَٱنصُرُوٓاْ ءَالِهَتَكُمۡ إِن كُنتُمۡ فَٰعِلِينَ ﴿٦٨﴾

''انہوں نے کہا'' اسے جلا ڈالو اور اپنے خداؤں کی مدد کرو اگر تمہیں کچھ کرنا ہی ہے'' (الانبیاء۔٦٨)

فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوۡمِهِۦٓ إِلَّآ أَن قَالُواْ ٱقۡتُلُوهُ أَوۡ حَرِّقُوهُ

''پھر ان کی قوم کے پاس جواب کوئی نہ تھا سوائے اس کے کہ انہوں نے کہا'' اسے قتل کر دو یا اسے جلا دو'' (حوالہ العنکبوت ٢٤)

اور اس پر فریب ارادے کی تکمیل کا اظہار یوں کیا

قَالُواْ ٱبۡنُواْ لَهُۥ بُنۡيَٰنًا فَأَلۡقُوهُ فِى ٱلۡجَحِيمِ ﴿٩٧﴾

''انہوں نے کہا'' اس کیلئے ایک عمارت بناؤ پھر اسے اس آگ میں دھکیل (پھینک، ڈال) دو'' (الصافات۔٩٧)

علامہ اقبال سے معذرت کے ساتھ، ''عشق'' آگ میں کودا نہیں تھا، بلکہ پھینکا گیا تھا۔ اہل ثروت مقتدت طبقے نے ایسے ہی کر ڈالا لیکن

قُلۡنَا يَٰنَارُ كُونِى بَرۡدًا وَسَلَٰمًا عَلَىٰٓ إِبۡرَٰهِيمَ ﴿٦٩﴾

''ہم نے کہا'' اے آگ! ٹھنڈی ہو جا اور ابراہیم (علیہ السلام) پر سلامتی بن جا'' (الانبیاء۔٦٩)

فَأَنجَىٰهُ ٱللَّهُ مِنَ ٱلنَّارِ ''اس طرح اللہ نے انہیں آگ سے بچا لیا'' (حوالہ العنکبوت۔٢٤)۔

اور یہ ان کی قوم کیلئے سبکی اور پستی کا باعث بنی

وَأَرَادُواْ بِهِۦ كَيۡدًا فَجَعَلۡنَٰهُمُ ٱلۡأَخۡسَرِينَ ﴿٧٠﴾

''اور انہوں نے ان کے ساتھ داؤ کرنا چاہا تھا مگر ہم نے انہی کو نقصان میں دال دیا'' (الانبیاء۔٧٠)

فَأَرَادُواْ بِهِۦ كَيۡدًا فَجَعَلۡنَٰهُمُ ٱلۡأَسۡفَلِينَ ﴿٩٨﴾

''پھر جب انہوں نے اس کے ساتھ داؤ کرنا چاہا تو ہم نے انہیں بہت ہی نیچا کر دیا'' (الصافات۔٩٨)

اہل ثروت طبقے کی اس پر فریب حرکت کے بعد ابراہیم علیہ السلام اور ایمان لانے والوں اور انکار کرنے والے گروہ کے درمیان خلیج اس قدر وسیع ہو گئی تھی جسے پاٹنا شاید ممکن نہیں رہا تھا۔ لیکن قوم سے الگ ہونے سے قبل والد کو ایک بار پھر راہ راست پر لانے کی کوشش کی تھی۔

يَـٰٓأَبَتِ لَا تَعۡبُدِ ٱلشَّيۡطَـٰنَ ۖ إِنَّ ٱلشَّيۡطَـٰنَ كَانَ لِلرَّحۡمَـٰنِ عَصِيًّا ﴿٤٤﴾

''ابا! شیطان کی غلامی، اطاعت نہ کریں۔ بیشک شیطان رحمٰن کا نافرمان ہے

يَـٰٓأَبَتِ إِنِّىٓ أَخَافُ أَن يَمَسَّكَ عَذَابٌ مِّنَ ٱلرَّحۡمَـٰنِ فَتَكُونَ لِلشَّيۡطَـٰنِ وَلِيًّا ﴿٤٥﴾

ابا! میں فکرمند ہوں کہ رحمٰن کی جانب سے کہیں تجھے عذاب نہ پہنچ جائے اور تو شیطان کا ساتھی بن کر رہ جائے'' (مریم ۴۴-۴۵)۔

لیکن باپ کا استدلال تھا کہ کیا میں تیری بات پھر بھی مان لوں

قَالَ أَرَاغِبٌ أَنتَ عَنۡ ءَالِهَتِى يَـٰٓإِبۡرَٲهِيمُ ۖ

اس نے کہا ''خواہ تو میرے خداؤں سے بے رغبتی کر رہا ہے؟ اے ابراہیم!''

اور باپ نے سخت الفاظ میں ڈانٹ دیا لَئِن لَّمۡ تَنتَهِ لَأَرۡجُمَنَّكَ ۖ وَٱهۡجُرۡنِى مَلِيًّا o

''اگر تو باز نہ آیا تو میں تجھے سنگسار کر دونگا۔ اس لئے طویل عرصے کیلئے تو مجھ سے الگ ہو جا'' (مریم-۴۶)

اور ابراہیم علیہ السلام نے والد اور قوم کو بتا دیا کہ وہ ہجرت کر رہے ہیں۔

وَقَالَ إِنِّى ذَاهِبٌ إِلَىٰ رَبِّى سَيَهۡدِينِ ﴿٩٩﴾

اور انہوں نے کہا ''میں اپنے رب کی طرف جا رہا ہوں، وہی مجھے آئندہ بھی راہ دکھائے گا'' (الصافات-۹۹)

فَإِنَّهُۥ سَيَهۡدِينِ ''اس لئے وہی میری رہنمائی کرے گا'' (حوالہ الزخرف-۲۷)۔ یہ ہجرت تھی۔

فَـَٔامَنَ لَهُۥ لُوطٌ ۘ وَقَالَ إِنِّى مُهَاجِرٌ إِلَىٰ رَبِّىٓ ۖ

'ہاں! لوط (علیہ السلام) ان پر ایمان لائے اور انہوں نے کہا ''میں اپنے رب کی طرف (مہاجر) ہجرت کرتا ہوں' (حوالہ العنکبوت-۲۶)

ہجرت حکم کی اطاعت میں کی گئی تھی۔ رسول اور اہل ایمان کی ہجرت کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں کافر لوگوں سے نجات دینا ہے

وَنَجَّيۡنَـٰهُ وَلُوطًا إِلَى ٱلۡأَرۡضِ ٱلَّتِى بَـٰرَكۡنَا فِيهَا لِلۡعَـٰلَمِينَ ﴿٧١﴾ (الانبیاء-۷۱)

''اور ہم انہیں اور لوط (علیہ السلام) کو اس زمین کی طرف بچا کر لے گئے جس میں ہم نے جہاں والوں کیلئے برکتیں رکھی تھیں''

داؤد اور سلیمان علیہم السلام خود سلطنت کے طاقتور حکمران تھے اس لئے ہجرت کرنے کی انہیں ضرورت ہی پیش نہیں آئی تھی۔

قرآنِ مجید نے واضح فرمایا کہ قوموں کی طرف بھیجے گئے رسولوں، نوح علیہ السلام سے لے کر خاتم النبیین آقائے نامدار ﷺ تک تمام نے اپنی اپنی قوموں سے جدائی اختیار فرمائی تھی اور سکونت کے مقام سے دوسری جگہ تشریف لے گئے تھے۔

کیا اُن یہودیوں کی سازش کو اتنا گھمبیر اور طاقتور سمجھا جا سکتا ہے جو خود محکوم تھے کہ عیسیٰ علیہ السلام کو اُن کی سازش سے محفوظ رکھنے کیلئے ''آسمانوں پر زندہ اٹھا لینے'' کے علاوہ کوئی تدبیر کارگر نہیں ہو سکتی تھی؟

کیا اس بات کو تسلیم کیا جا سکتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کو تو ''آسمانوں پر زندہ اٹھا کر'' بچا لیا جائے اور ایمان لانے والے حواریوں کو کافروں کے زیرِ تسلط وہیں چھوڑ دیا جائے؟

ثُمَّ نُنَجِّي رُسُلَنَا وَٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ ۚ كَذَٰلِكَ حَقًّا عَلَيْنَا نُنجِ ٱلْمُؤْمِنِينَ ﴿١٠٣﴾

''بعد ازاں اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں اور ایمان لانے والوں کو بخیریت بچا لیتے ہیں۔
بات یہی ہے ہمارے ذمہ کرم پر حق ہے ایمان والوں کو نجات دینا'' (سورۃ یونس۔۱۰۳)

یہ اللہ تعالیٰ کی سنت ہے۔ اس لئے زیرِ بحث سوال کا جواب دینے سے قبل یہ یاد رہے

وَلَن تَجِدَ لِسُنَّةِ ٱللَّهِ تَبْدِيلًا ۝ ''اور تو اللہ کے دستور میں تبدیلی ہرگز نہ پائے گا'' (حوالہ الاحزاب۔۶۲، الفتح۔۲۳)

وَلَن تَجِدَ لِسُنَّتِ ٱللَّهِ تَحْوِيلًا ۝ ''اور اللہ کے دستور میں تو کبھی تغیر واقع ہوتا نہیں پائے گا'' (حوالہ فاطر۔۴۳)